یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

REGISTERED L. No 352

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیے
(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے
(۳) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

اخبار اہلحدیث امرتسر

سنت دیکھ کے نبی کا قول کرار مصطفیٰ کی گفتار

جلد ۳ نمبر

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ عے
والیان ریاست سے " " سے
امراء و جاگیرداروں سے " للعہ
عام خریداروں سے " " ۱۲
غیر ممالک سے " " ۵ شلنگ
" " ششماہی ۳ شلنگ
انڈیا والوں سے " " عہ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مہتمم اخبار اہلحدیث امرتسر ہو۔

یوم جمعہ امرتسر مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۲۴ ہجری

امرتسر کی صفائی

قابل اعتماد چیف پریذیڈنٹ جناب میونسپل کمیٹی اگرچہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ اور ایک معقول تجویز بتلا چکے ہیں۔ مگر باوجود معقول ہونے کے میونسپل کمیٹی نے اس طرف توجہ نہیں کی تاہم ہم اپنی تجویز کی معقولیت پر بھروسہ کر کے بار بار کمیٹی کو توجہ کرتے ہیں اور اسپیشل پریذیڈنٹ کو خاص کر توجہ دلاتے ہیں کہ امرتسر کی صفائی جیسی کہ چاہیے نہیں ہے ہمیشہ لوکل اخبارات کمیٹی کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ مگر اہلحدیث جو تجویز پیش کرتا ہے وہ جب تک اس پر عمل نہ ہوگا صفائی خاطر خواہ نہ ہوگی۔ وہ تجویز یہ ہے کہ ایک دیسی افسر خاص اس مطلب کیلئے مقرر کیا جائے کہ اس کے پاس اہالی شہر اپنے اپنے علاقوں کی صفائی کی شکایت قلمی یا زبانی پہنچاویں۔ اس افسر کے ماتحت چند ایک مہتر اور بہشتی موجود رہیں شکایت پہنچتے ہی افسر مذکور اپنے ماتحتوں کو بھیجکر صفائی کرا دے اور اس عہدہ کے ساتھ متعلقہ صفائی کی رپورٹ کرے اس افسر کا فرض ہوگا کہ شکایت پہنچتے ہی تعمیل کرے۔ اس کا دفتر شہر کے وسط یا کمیٹی کے دفتر کے قریب ہو جہاں صبح سے شام تک وہ یا اس کا کوئی قائم مقام حاضر رہے صورت موجودہ میں یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اگر کسی محلہ میں غلاظت ہوتی ہے تو اہل محلہ اس کا کوئی فوری علاج نہیں کر سکتے محلہ صفائی کہیں نظر نہیں آتا۔ سکرٹری کو خط لکھیں۔ تو کئی کئی روز لگ جاتے ہیں۔ پھر بھی کوئی نتیجہ نہیں۔ بعض وقت ہم نے دیکھا ہے کہ غلاظت کی گاڑی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ لوگ آتے جاتے ہیں ناک دبا کر چلتے بنتے ہیں اگر ایسا انتظام ہو کہ ایک افسر خاص اس قسم کی شکایات سنکر انتظام کرنے کیلئے ہو خواہ زبانی شکایات ہوں۔ یا تحریری بذریعہ خط یا بذریعہ ڈاک۔ تو کبھی یہ تکلیف نہ ہو۔ غضب تو یہی ہے کہ کوئی سنتا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب متفق ہیں کہ سفظان صحت کے لئے صفائی کیسی ضروری ہے مگر امرتسر کی کمیٹی ہے کہ سب ڈاکٹروں کے خلاف اپنی پالیسی رکھتی ہے۔ لیکن اہلحدیث بھی بحکم قرآنی رحمت خداوندی سے کبھی ناامید نہیں ہو سکتا۔ اس کہنے سے کبھی نہیں رکیگا۔ اسی لئے سب کمیٹی صفائی کے ممبران کے پاس نام بنام یہ پرچہ بھیجا گیا ہے ؎

در بسند آں مباش کہ نشنید یا شنید

اطلاع ضروری۔ چونکہ جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب دہلوی انتقال کر گئے ہیں اس وجہ سے صاحبان دہلی کا حساب کتاب متعلقہ چھاپی تحفہ آریہ سماج کا بیبا ... صاحبان ... مکان ...

مفقود الخبر

۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کے اہلحدیث میں یہ ذکر آچکا ہے کہ پنجاب کے سراج الاخبار نے لکھا تھا کہ مفقود الخبر شخص کی بیوی سے جو چار سال بعد نکاح کرتا ہے وہ بدکاری کرتا ہے اس کا جواب اسی پرچہ (۲۸ دسمبر) میں دیا گیا تھا کہ مفقود الخبر کی بیوی کا چار سال کے بعد نکاح کرا دینا بڑے بڑے صحابہ اور علماء محدثین و فقہاء سے ثابت ہے جن کے حوالے بھی اسی پرچہ میں دیئے گئے۔ اس سے بعد ۱۵ جنوری کے سراج الاخبار میں ہمارے اس مضمون کا جواب نکلا۔ جواب کیا تھا گویا اپنے دعویٰ کی تردید اور ہماری تائید تھی۔ مگر ہم سے اس کا جواب جلدی نہ ہو سکا۔ جس کے کئی ایک باعث تھے ایک تو جواب میں کتاب الحجیج کا حوالہ تھا۔ جو ایک ایسی نامشہور اور غیر متداول کتاب ہے کہ حافظ زیلعی اور حافظ ابن حجر جیسے علامہ حدیث بھی اس سے آشنا نہیں۔ اس لیے ان دونوں حضرات نے ہدایہ کی تخریجوں میں کتاب الحجیج کی روایت مذکورہ کی بابت اپنا عدم علم ظاہر کیا۔ خیر چونکہ سراج الاخبار میں اس کا حوالہ تھا اس لئے اس کی تلاش کی تو کہیں سے نہ ملی۔ آخر مدرسہ احمدیہ آرہ سے ملی۔ تو اس کو دیکھا گیا۔ دوسرا باعث اس تاخیر کا یہ ہوا۔ کہ بعض مضامین ضروری در بعض موسمی آتے رہے کہ ہر ہفتہ اس جواب کے ارادہ پر ان کا غلبہ رہا۔ بہرحال آج ہم اس کا جواب دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ سراج الاخبار کے کسی مجہول* مضمون نگار نے جو ہمارا جواب لکھا ہے وہ حقیقتاً اپنے مذہب کے مخالف اور ہمارے مذہب کے موافق لکھا ہے۔ مگر فاضل مضمون نگار کو ذاتی باتیں کی خبر نہیں کہ کہاں کو جاتے ہیں۔ یہی افسوس نہیں کہ مضمون نگار نے اپنے مذہب کا خلاف کیا۔ جسے وہ نہیں سمجھے بلکہ یہ بھی افسوس ہے کہ انہوں نے دروغگوئی اور حق پوشی سے کام لیا ہے۔ اسے کاش یہ دروغگوئی کسی مفید کام میں ہوتی مفید نہیں بلکہ محض شخصی حملے میں چنانچہ آپ نے شروع مضمون میں لکھا ہے:-

"اہلحدیث امرتسر جو اخباری دنیا میں شہرت پا رسالہ سمجھا ہے اپنا ... و چار دفعہ آریوں اور مرزائیوں کے ساتھ ہاتھوں پائی کرنے سے اپنے خام خیال میں مرد میدان بنکر اپنے گھر میں اپنے پیر بھائیوں سے دست بگریبان ہونے لگا تھا۔ مگر جب انہوں نے اسکی تحریرات سے علمی اور اعتقادی غلطیاں ... تدبیرات اغلاط کو ... سے تائب ... کو ... تو وہ اپنی خیالی ...

اترا کر اپنے ناصحان مشفق ہی پر ہاتھ اٹھانے لگا جس پر انہوں نے مجبوراً ایک فتویٰ شائع کر کے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔"

اس بیان میں فاضل مضمون نگار نے محض بازاریوں کی گپ کی پیروی کی اور صرف حق پوشی سے کام لیا ورنہ اگر وہ حق گوئی کرتا تو یہ بھی لکھتا۔ کہ بعض علماء اہلحدیث نے ایڈیٹر اہلحدیث کی مخالفت کا فتویٰ شائع کیا لیکن جب جواب نکلا تو اکثر علماء مشاہیر نے اس پہلے فتویٰ کو غلط جانا۔ آخر اس نزاع کو بکلی اٹھا دینے کیلئے قومی طور پر آرہ میں تین برگزیدہ علماء منصف ہوئے جنہوں نے متفقہ فیصلے سے مخالفین کے فتوے کو غلط قرار دیا۔ یہ تو ہے اصل واقعہ مگر اس کو سراج الاخبار کے فاضل مضمون نگار نے کیوں سارا بیان نہ کیا؟ اس کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ اسکی وجہ وہی بتائیگا۔

اس کے علاوہ فاضل موصوف نے حق پوشی کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہمارے سارے کلام کو نقل نہیں کیا۔ بلکہ اپنی ہی کہتے گئے۔ ہم نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ حق پوشوں کی یہ عادت قدیم سے ہے کہ فریق مخالف کے مضمون کو اسی کے الفاظ میں پورا پورا نقل نہیں کرتے جسکو اس میں شک ہو وہ مرزا صاحب قادیانی اور ایڈیٹر اہل فقہ کا طریقہ دیکھ لے کفیٰ بہم عبرۃ۔

خیر اس شخصی بحث سے آگے چلکر آپ اپنے اصل مضمون پر آتے ہیں:-

"مفقود الزوج عورت کے نکاح ثانی کے جائز نہ ہونے کے بارے میں حنفی مذہب کے دلائل اور براہین لکھے جاتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ وغیرہم اور قیاس شرعیہ کی سیر کرا کر معترض کی تحقیقی معلومات بڑھائے جاتے ہیں۔ پھر اس کے اُن دلائل کی قلعی کھولی جائیگی۔ جس سے وہ بیچارہ اپنی نادانی کے باعث دھوکا کھایا ہوا ہے۔ ہر کہ حنفی مذہب میں مفقود سے وہ شخص مراد ہے جس کا کوئی پتہ نشان اور جینے مرنے کی خبر معلوم نہ ہو سو ایسا شخص اس حنفی مذہب میں اپنی ذات کے حق میں تو زندہ ہے۔ اس کی بی بی نکاح ثانی نہیں کر سکتی اور نہ اس کا مال وارثوں میں تقسیم ہو سکتا ہے بلکہ قاضی کو لازم ہے کہ کوئی شخص مقرر کرے جو اس کے مال کی حفاظت کرے اور اس کے دیون وصول کرے اور جس مال کے خراب ہونیکا اندیشہ ہو اس کو بیچ ڈالے اور اسکی اولاد بی بی اور والدین پر خرچ کرے لیکن غیر کے حق میں وہ مردہ ہے۔ غیر کے ترکہ کا وارث نہ ہوگا بلکہ اس کا حصہ ۹۰ برس تک موقوف رکھا جائیگا۔ اور ۹۰ برس کے بعد قاضی اسکی موت کا حکم

---

* مجہول وہ شخص ہے جو معلوم نہ ہو چونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ آجکل سراج الاخبار کا ایڈیٹر کون ہے۔ ... اگر یہ لفظ ثقیل ہو تو فاضل مضمون نگار کو چاہیے کہ ... اپنا اظہار ... (ایڈیٹر)

سے ۔ انہیں حنفی مذہب کی کیا خصوصیت ہے۔ سب ہی کی یہی تعریف ہے۔ (ایڈیٹر)

سے ۔ یہ دروغ کہاں سے آئی۔ (ایڈیٹر)

سے ۔ اس دعویٰ کو یاد رکھیو گا پھر بتلائینگا کہ آپکے دعویٰ اور دلیل میں تقریب تام ہے۔ (ایڈیٹر)

کریگا۔ اور ظاہر روایت یہ ہے کہ جب اسکے ہم عمر ساتھی مر جائیں۔ تو اس کی موت کا حکم دیا جاتا ہے اور یہ مذہب دلائل ذیل پر مبنی ہے۔

اوّل۔ قولہ تعالیٰ پارہ ۵۔ رکوع ۱ و المحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم جس کا ترجمہ یہ ہو کہ تم پر حرام ہیں خاوند والی عورتیں مگر وہ جن کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔ یعنی جو عورتیں دار الحرب سے پکڑ لائے ہو۔ وہ اگر خاوند والی بھی ہوں۔ تو تم پر حرام نہیں ہیں۔ اس استثناء سے صاف روشن ہے۔ کہ دار الحرب سے پکڑی آئی عورتوں کے سوا کوئی خاوند والی عورت دوسرے کیلئے ہرگز جائز نہیں رکھی گئی اگر مفقود کی عورت سے نکاح جائز ہوتا۔ تو ما ملکت ایمانکم کے بعد اس کو ضرور بڑھایا جاتا یا اور کہیں اشارۃً وکنایۃً ہی سہی اس کا ذکر کیا جاتا ؛

اس عبارت میں مضمون نگار نے دعویٰ اور اس کی ایک دلیل دی ہے۔ دعوے کا خلاصہ تو یہ ہے۔ کہ مفقود الخبر کے گم ہونے سے نوّے برس یا ہم عمروں کے مرنے کے بعد اس کی بیوی نکاح ثانی کر سکتی ہے مگر افسوس کہ دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ کی تقریر کو صحیح سمجھا جائے تو آپ کی پیش کردہ دلیل سے آپ کا مذہب مرحوم الموت ہو جاتا ہے کیونکہ آپ کہتے ہیں کہ اگر بیوی مفقود سے نکاح جائز ہوتا۔ تو ما ملکت کے بعد اس کو ضرور بڑھایا جاتا۔ یعنی یوں ہوتا۔ الا ما ملکت ایمانکم او ازواجہن مفقودۃ تسعین سنۃ۔ یا لا یموت اقرانہم حتی ثبت الی یوم الیقین یعنی ہمعمروں کے انتقال کی کوئی حد نہیں بلکہ ہمیشہ تک وہ عروس نوجوان دلہا کو یاد کرتی رہے۔ اور حق حلالی اپنی عزیز جوانی کو برباد کرے۔ اگر اُس سے رہا جاتی تو پھر کیا کرے اس کا جواب ہم دیں گے تو ہمارے دوست خفا ہوں گے۔ اسلئے بہتر ہے کہ چپ رہیں ؛

خیر۔ جب فاضل مضمون نگار کی پہلی دلیل کا یہ حال ہے کہ بجائے اثبات مدعا کے ابطال مدعا کرتی ہے تو باقی دلائل کو ناظرین خود ہی اندازہ لگا لیں گے

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ آپ کا یہ طرز استدلال خود حنفی علماء اصول کے مقررہ قواعد کے (جن کے مذہب کی حمایت میں آپ اس مسکین پر ظلم کر رہے ہیں) بالکل برخلاف ہے بلکہ مردود ہے ؛

حنفیہ علماء اصول نے کلام سے استدلال کے چار طریقے بتلائے ہیں۔ عبارۃ النص۔ اشارۃ النص۔ دلالۃ النص۔ اقتضاء النص (ان کا مفصل ذکر مضمون اجتہاد اور تقلید میں آچکا ہے) ان کے علاوہ جس قدر طریق استدلال ہیں۔ وہ علماء حنفیہ کے

نزدیک غلط بلکہ فاسد ہیں۔ چنانچہ اصول کی معتبر اور درسی کتاب حسامی میں ہے کہ ومن الناس من عمل فی النصوص بوجوہ اخر فاسدۃ عندنا ؛

پس آپ تبلایئے کہ آپ کا یہ استدلال طریق اربعہ میں سے کس طریق کا عبارۃ النص ہے یا اشارۃ النص۔ دلالۃ النص ہے یا اقتضاء النص (ہر ایک کی تعریفات مع مثالوں کے ہمارے مضمون اجتہاد اور تقلید میں گذر چکی ہیں) اگر انہیں سے کوئی ہے تو مع تعریف تعیین کیجئے۔ اگر نہیں تو پھر اس کے فاسد و کاسد ہونے میں کیا شک ہے ہمیں حیرانی ہے۔ کہ اہلحدیث کے مقابلہ پر ہمارے بھائیوں کو کیسی کیسی دقتیں پیش آتی ہیں۔ کہ کہتے کہتے اپنے مسلمہ اصول کے جن پر فخر کیا کرتے ہیں بھی خلاف کہہ جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

اس نقش پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

ہاں یاد آیا۔ کہ آپ تو مقلد ہیں اور مقلد کی شان تو صرف یہ ہے کہ اپنے امام کی بتلائی ہوئی دلیل کو نقل کرے۔ استدلال کرنا اس کا کام نہیں۔ پس کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے امام نے اس دعویٰ پر آیت موصوفہ کو دلیل بتایا ہے اگر نہیں بتایا بلکہ آپ کا اپنا استدلال ہے۔ تو آپ کے تفقہ پر ہمیں کیا شک ہے (خدا کرے) چشم ما روشن دل ما شاد (باقی دارد)

قادیانی کرشن جی جان چھڑاتے ہیں

الا یا ایہا الساقی ادر کأسا وناولہا ؂ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کرشن جی نے جو اکبار کو مباہلہ کیلئے بلایا۔ جس کا جواب اہلحدیث ۱۹ اپریل میں مفصل دیا گیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ بموجب قرار خود تمہارے کذب پر قسم اٹھانے کو طیار ہوں۔ بشرطیکہ تم پہلے یہ بتلا دو کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اسکے جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے۔ جو بقول شخصے سوال از آسمان جواب از ریسمان پھر اس پر طرہ یہ کہ اس اشتہار کو اہلحدیث میں درج کرنے کی ہم سے درخواست کی ہے ہماری تو پہلے ہی سے عادت ہے کہ ہم خائنوں اور غداروں کی طرح مخالف کے کلام میں تصرف نہیں کیا کرتے بلکہ اس کو ہی کے کے الفاظ میں تمام و کمال نقل کیا کرتے ہیں۔ یہ تو کرشن جی وغیرہ کی عادت ہے کہ اپنے مخالف کے کلام کو پورا نقل نہیں کرتے بلکہ اُس میں تصرف کر کے اور بعض دفعہ دریغی لگا کر ایسا بگاڑتے ہیں۔ کہ بیہودہ لوں کے بھی کان کتر جاتے ہیں یا اعتبار نہ ہو

تو مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسمٰعیل صاحب علیگڈھی مرحومین کا قصہ یاد کیجئے۔ بہرحال کرشن قادیانی کا اشتہار یہ ہے:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ | بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

السلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب[1] کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی

[1] آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو بتایا ہے کہ بدکاروں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (پ ۱۶ ع) اور اِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا اِثْمًا (پ ۴ ع) وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (پ ۱ ع) وغیرہ آیات تمہارے اس جعل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بَلْ مَتَّعْنَا هٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (پ ۱۷ ع) جن کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں نہ ہو دعویٰ تو مسیح کرشن وغیرہ بلکہ خدائی کا ہو اور قرآن میں یہ لیاقت؟ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (ایڈیٹر)

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۔ آمین ؛

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ؛

الــــــراقم

عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ۔ مرقومہ ۱۵ راپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ ہجری ؛

جواب ؛ اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے۔ اس جواب میں آپنے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے ۔

(اول) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی ۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کردیا ۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اگر تم مرگئے۔ تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک" ۔ کہہ کر یہ عذر کردیں گے ۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا۔ بلکہ محض دعا تھی یہ بھی کہہ دینگے ۔ کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دینگے کہ قبول نہیں ہوئیں ۔ آپ نے تین سال کے اندر ضیف نہ ہوجانے کی دعا کی تھی ۔ جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے لکھا تھا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کاذب مردود۔ کذاب اور دجال سمجھوں کا جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہوچکی ہے ۔

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مرگیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے۔ جبکہ بقول آپ کے مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علیگڈھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مرگئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے ؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہوگیا۔ تو کیا نتیجہ ؟

(چہارم) آپ نے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے خصوصاً پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے۔ کہ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے ۔ اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔ کہ وہ ہے تو یہ نہیں۔ یہ ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہدیا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے ۔ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ جس سے اس کی یہ غرض تھی۔ کہ اگر ڈوب گیا تو سب مرجائیں گے ۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا اور اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہوجائیں گے ۔ یونہی چال تمہاری ہے ۔ کہ اگر خاکسار مرگیا تو تمہاری چاندی ہے ۔ اور اگر خود بدولت خس کم جہاں پاک ہوگئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئے گا ؟

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہوسکتی ۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کرکے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے ؛

(ششم) آپنے ایک چالاکی یہ کی۔ کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی مگر اخیر میں اگر یہ بھی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے جو آتھم کے معاملہ میں آپ نے ظاہر کی تھی۔ کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی۔ تو بات بنالی ۔ کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا اور پھر کر وہاں پس ہی موت کے برابر ہے ۔ چہ خوش ؎

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

(ہفتم) آپنے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹ راپریل کے فقرہ نمبر ۹ میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں ۔

مرزائیو! بتلا سکتے ہو۔ یہ تفاوت اور تخالف کیوں ہے ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا ؟ سچ ہے لو جدوا فیہ اختلافا کثیرا ؛

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اُٹھانے کو طیار ہوں اگر تم اُس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے ؛

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو۔ کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے ؟ تو لاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو ختم بشرم ترسیم ؛

میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دینگے کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی تمام نقل کر دیں ؛

معذرت: ہم نے ناظرین سے وعدہ کیا تھا۔ کہ کرشن جی کے الہامات اور پنڈت گردھاری لال لاہوری نجومی کی پیشگوئیوں کا ہم پرچہ مقابلہ کیا کریں گے۔ مگر کرشن جی کے دیگر مضامین کی وجہ سے وہ مقابلہ لکھت ہوا ملتوی رہا۔ آیندہ انشاء اللہ نکلے گا ؛

تصحیح: ۱۹۔ اپریل کے پرچہ میں بصفحہ اوّل کالم سطر ۲۸ میں جو یہ عبارت ہے ”کہ ہم اپنے وطن کے ذمہ وار ہیں“ اُس میں ”وطن“ کی بجائے ”لفنی“ پڑھنا چاہئیے۔ وطن غلط ہے ؛

ہندوستان میں بیچینی اور گورنمنٹ کی خاموشی

(خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید)

آج کل ہندوستان کی ہندوگیتی میں جو بے چینی اور خودداری کے خیالات ترقی پر ہیں۔ اُن کو دیکھکر ایک مدبر یہ رائے قائم کر سکتا ہے کہ ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ؛ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہندوؤں کے اخبار گورنمنٹ ہند کے حق میں تو رنج اور غصہ ظاہر کرتے ہی تھے مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ اب اس غصہ کا قطرہ بیشتر ترقی کر کے شاہ معظم تک بھی پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار کے چند ایک فقرے ہم نقل کرتے ہیں:

پنجابی شیر ششیعہ کا کہنا چھوٹا ؛ — شاہا تجھے افسوس ہو کہ تجھے تیرہیں تاج غافل ہے — مملکت معظم آیت غافل بادشاہ کے نام ؛ — اسکے نام سے خطاب کیا بہتر ہو تمام تجھے ناشاد

لاپرواہ۔ گنہگار اور ظالم غرضیکہ جو کچھ بھی لکھنا کم تھا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں تیرے گورے بہادر تہیں دشمن حکومت کہنا کسی طرح بھی ہوا انہیں مجھ پر ناراض ہو کر میرا اُڈنڈا گوندی نہ چھین لیں ورنہ مجھیں موجودہ وقت میں منظور ثانی لکھنا کچھ غیر مناسب نہیں۔ غافل شاہا! معلوم نہیں تو کس غفلت میں سو رہا ہے اور تجھے کس شراب بیخودی نے مدہوش دکھایا ہے۔ تیری ہندی رعایا سخت تکلیف میں ہے تیرے مٹھی بھر گوروں نے اپنی سفید کوتاہ اندیشی سے انہیں اسقدر تنگ کر دکھایا ہے کہ وہ تنگ آمد بجنگ آمد کے مسئلے کو سیکھنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کو عملاً یہ سبق دیا جاتا ہے کہ ”اینٹ کا جواب پتھر“ کیونکہ ”لاتوں کے بھوت باتوں سے سیدھے نہیں ہوتے“ اور یہ نشانہ واقعی خطا نہیں ہوا بلکہ یہ گوروں کو سیدھا کرنے کیلئے بالکل درست ثابت ہوا۔ اور یہ سچ پوچھو تو اُس جیسا جنتر اور جب بھی نہیں تھا سنو اور خود ہی سنو اہر طرف سے

ظلم! ظلم!! ظلم!!!

کی صدائیں آ رہی ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ تو کس بھروسے پر لمبی نیند سو رہا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ تیرا ایسا خیرخواہ شبھ چنتک تجھے کوئی بُری خبر سنانے پر مجبور ہو۔ غافل شاہا! میں نے جن الفاظ سے تجھے یاد کیا ہے شاید گستاخی ہو اور انہیں معذرت خیال کیا جاوے۔ مگر کیا تو غافل نہیں کہ تجھے اتنی بڑی سلطنت کی کچھ خبر نہیں کیا تجھے لاپرواہ کہنا غلطی ہے۔ کہ تو اپنی سب سے وفادار اور جان نثار رعایا کو ناراض و ناخوش کر رہا ہے تو ظالم ہے۔ جب تیری رعایا پر ظلم ہوتا ہے۔ چاہیے وہ لارڈ منٹو یا سر لیا ہے۔ ہاں کہ ستا کر دو رسید یا ایبٹ مسٹر بانسٹ صاحب بہادر کی طبع آزمائی کا نتیجہ اور تو سب سے بڑا گنہگار ہے۔ کہ تیری وفادار بیکس و ناچار رعایا دُکھی ہے۔ میں حیران ہوں تجھے کس طرح نرم گدیلوں پر آرام سے نیند پڑ جاتی ہے۔ جب تیری لکھو کھا بلکہ کروڑہا غریب رعایا سر دی اور بھوک کسر فاقہ کشی سے جان توڑ رہی ہے۔ تو کیا بہتر کا بنا ہوا ہے۔ کہ ان دلدوز آہوں سے جو دکھی رعایا کے سینوں سے پسینے کی ہوگی نکلتی ہیں۔ نہیں نکلے۔ غافل شاہا! یاد رکھ اگر تو نے ان آہوں سے بچنے کی کوشش نہ کی تو یہ رنگ لائے بغیر نہ رہیں گی ؛

اسی طرح کے بلکہ ان سے بھی تیز تیز فقرے ہیں جن کا نقل کرنا بھی ہم پسند نہیں

کرتے۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف مقامات میں جلسے ہو رہے ہیں جن میں آواز کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ظالم ہے اس کی نوکریاں چھوڑ دو۔ پھر یہ خود بخود ملک سے نکل جائیں گے وغیرہ چنانچہ ۱۴ اپریل کو امرتسر میں بھی ہندوؤں اور سکھوں نے ملکر جلسہ کیا جس میں اس قسم کے الفاظ نڈر ہو کر کہے گئے۔

اس قسم کے واقعات آئے دن سننے میں آتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ ایسے واقعات شورش کے سنتی ہے اور بالکل خاموش کیوں ہے اس کا جواب شائد یہ ہو کہ گورنمنٹ جانتی ہے۔ کہ

جواب جاہلاں باشد خموشی

خیر اس سوال کا جواب تو گورنمنٹ جانے یا اس کے مدبر۔ لیکن ایک سوال اور ہے۔ جو خاص ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جو ہر ایک امر حادث کو کسی نہ کسی روحانی سبب سے مسبب جانتے ہیں وہ سوال یہ ہے کیا وجہ ہے کہ جنہی روز کا ذکر ہے۔ کہ گورنمنٹ کی تعریفوں کے گیت گائے جاتے تھے۔ اور یہی ہندو کمیونٹی ان گیت گانوں پر فسٹ نمبر ہوتی تھی۔ اس کا جواب غالباً یہی ایک ہو سکتا ہے۔ جو حضرت سعدی مرحوم نے کئی صد برس سے بیشتر دے رکھا ہے۔ کہ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

جو کوئی اس اجمال کی تفصیل چاہے تو ذرہ میرا دہمین وغیرہ کے واقعات کو معلوم کرے کہ انگریزوں نے ان مقامات پر مسلمانوں کے حق میں کیا کیا کانٹے بوئے ہیں۔ اور آئندہ کو بونے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس کارروائی سے مسلمانوں کے دلوں کو جو صدمہ پہنچا رہا اس کا اندازہ وہی جانتے ہیں۔ جن پر وہ صدمات آئے ہیں یا آتے ہیں۔ جن کا نقل صدمہ یہ ہے۔ کہ

شیشہ مے کی طرح اسے ساقی بے جمعیت کر کے بیٹھے ہیں

گو مسلمان ان صدمات کو آج تک گورنمنٹ کے پاس ادب سے دبائے بیٹھے اور غالباً آئندہ کو بھی دبائے بیٹھیں گے۔ مگر اس دربار میں تو کوئی دانہ ضائع نہیں جاتا۔ جو ہر ایک نفس کے اعمال کے بدلے دینے پر قادر ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ اپنے فوائد کے لئے فارن آفس میں کبھی مسلمانوں کی قومیت کا خیال نہیں کرتی۔ لیکن قادر مطلق کی غیرت نے تو ایک نہ ایک دن ان کانٹوں کا پھل پیدا کرنا تھا۔ اسی قادر مطلق کی غیرت نے یہ شکل پیدا کر دی ہے کہ انگریزوں کو بھی ذرا گھر کی بلائیں مبتلا کیا جائے۔ تاکہ ان کو بھی قدر و عافیت معلوم ہو۔ آہ ہمیں آج اس شعر کا صدق معلوم ہوتا ہے جو آج سے کئی صدیاں پیشتر کہا گیا ہے ؎

مہا زور مندی مکن بر کہاں ٭ کہ بر یک نمط مے نماند جہاں

خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ہم خاموشی سے اس شورش کے نتیجہ کے منتظر ہیں جو بنگال سے اٹھکر تمام اطراف ہند میں پھیل گئی ہے۔ اور گورنمنٹ کی فارن پالیسی کے مدبروں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اپنی وفادار رعایا (مسلمانوں) کی فیلنگ کا خیال رکھا کریں۔ اور یہ بات دل سے نکال دیں۔ کہ ان کی گہری چالوں سے جو مسلمانوں کو کمزور کرنے کے متعلق کرتے ہیں مسلمان غافل ہیں۔ اس لئے ہم بادب عرض کرتے ہیں۔ کہ ؎

ہم تو اک نشینوں کو ستانا نہیں اچھا

جا ئیں گے افلاک جو فریاد کریں گے۔

اہلحدیث کانفرنس

کی بابت ایک صاحب (جو اپنا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں) لکھتے ہیں کہ کانفرنس کو چاہئے۔ کہ اہلحدیث کے مذہب کی ایک جامع مانع کتاب مدلل مثل ہدایہ کے لکھا کر قوم کے ہاتھ میں دے۔ جواباً گذارش ہے۔ کہ یہ اور اس جیسے اور بھی کئی کام کانفرنس کرے گی انشاء اللہ۔ مگر جب اس کو قوم کی طرف سے تقویت پہنچے گی۔ سر دست تو اس کی وہی مثال ہے جو مسلمانوں کی انجیل میں تھی کمثل زرع اخرج شطاہ۔ جب اس کو قوت حاصل ہو کر فآزرہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہ کا رتبہ حاصل ہوگا۔ تب کہیں جا کر یعجب الزراع بھی حاصل ہو جاوے گا۔ انشاء اللہ ٭

شحنہ ہند کا جواب

اہل فقہ نے اپنے معمولی طریق سے کئی ایک دفعہ لکھا تھا کہ اہلحدیث میں جو ایڈیٹوریل مضامین چھپتے ہیں۔ یہ شحنہ ہند میرٹھ کے اڈیٹر کے لکھے ہوتے ہیں۔ گو اس میں کوئی عیب نہیں۔ کہ ایک بھائی دوسرے کے کام میں مدد کرے۔ مگر چونکہ یہ دعویٰ محض جھوٹ اور صرف کذب تھا۔ اس لئے اہلحدیث مورخہ ۲۲ مارچ میں معزز اڈیٹر شحنہ ہند سے اسکی بابت سوال کیا گیا۔ کہ اہل فقہ کے

باہتمام [illegible] اہلحدیث امرتسر [illegible]

اس دعویٰ کی بابت روشنی ڈالئے۔ ہرچند اہل فقہ کے چالاک ایڈیٹر نے پیش بندی کی۔ کہ شحنہ ہند جواب نہ دے۔ بلکہ اس پیش بندی ہو جانے سے حسب معمول غلط گوئی سے شحنہ ہند کو بھڑکانا بھی چاہا۔ مگر شحنہ ہند کا تجربہ کار اڈیٹر جیسے اہل فقہ جلیبوں کو انگلیوں پر کھلا یا ہو کب اس کے بھرّے میں آن کر حق بات کو چھپاتا۔ اسلئے شحنہ ہند نے ۸ اپریل کے پرچہ میں اس کا جواب دیا آپ لکھتے ہیں کہ۔

"ایڈیٹر اہل فقہ نے اب ایک فضول بحث چھیڑ دی۔ کہ اڈیٹر شحنہ ہند اڈیٹر اہل حدیث کو مضامین کی مدد دیتا ہے۔ اہلحدیث نے بھی شحنہ ہند سے استفسار کیا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کو کسی سے مضامین لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ ماشاء اللہ عالم ہیں۔ فاضل ہیں۔ محقق ہیں۔ محدث ہیں۔ مفسر ہیں۔ وہ اگر چاہیں۔ تو صرف ایڈیٹوریل سے اخبار معمور کر سکتے ہیں۔ نہ انہوں نے آج تک ہم سے کوئی مضمون لیا نہ ہم نے کوئی مضمون دیا۔ بالفرض لیا بھی جاتا تو کیا نامہ نگاروں کے مضامین سے کسی اڈیٹر کا کسر شان ہو سکتا ہے۔ یا اس کی لیاقت میں فرق آ سکتا ہے۔ اب تک تو ہم نے اہلحدیث کو مضامین نہیں دیئے۔ لیکن اگر تقلید کی لنکا کا مسمار ہونا مجتہد کے دھواں دھار مضامین کے گولوں پر منحصر ہے تو اب ضرور دیئے جائینگے انشاء اللہ"

کیا اڈیٹر اہل فقہ اس جواب کو نقل کریگا۔ حیا درکار ہے ‌‌٭

اڈیٹر الحکم اور بدر جلدی جواب دیں

کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام اس مضمون کا ہو کہ آپ تین اشخاص (مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری اور ایک کوئی شخص) کو مکاشفہ میں دیکھا تھا کہ آپ مرزا صاحب کے پیرو ہیں؟ جواب ایمانداری اور حافظہ سے دینا!

قادیانی کے متعلق ناظرین سے مشورہ

چونکہ قادیانی کرشن کا فتنہ بہت بڑھتا جاتا ہے اور اخبار میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس کے تمام متعلقات کو درج کیا جائے۔ نہ اخبار کے کل خریداروں کو اس بحث سے دلچسپی ہے اسلئے مدت سے خیال تھا۔ کہ اس معاملہ کو کسی احسن صورت میں فیصلہ کیا جاوے پس ناظرین اپنی اپنی رائے سے اطلاع بخشیں۔ کہ ایسے مضامین کو ضمیمہ اخبار میں کیا جاوے یا ماہواری رسالہ کی صورت میں اخبار سے بالکل الگ۔ خاکسار اڈیٹر کی رائے میں رسالہ ماہواری بہت اچھا ہے جو محفوظ بھی رہیگا اور باقاعدہ پہنچا کریگا۔ سردست رسالہ ۱۶ صفحوں پر ہوگا۔ جس کی سالانہ قیمت مع محصول صرف عہ ہوگی۔ اخبار کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اخبار کے خریداروں سے بھی وہی قیمت ہوگی۔ جو غیروں سے ہوگی۔ ناظرین اپنی اپنی رائوں سے اطلاع بخشیں اور رسالہ کا نام بھی تجویز کریں۔

مہاراجہ صاحب بنارس کی فیاضی

مہاراجہ صاحب بنارس کی فیاضی گذشتہ زمانوں کی فیاضی یاد دلاتی ہے قصبہ کونڑہ میں مسلمانوں کو مسجد کی بڑی ضرورت تھی۔ انہوں نے جناب مدن گوپال صاحب افسر اعلیٰ کی معرفت درخواست گذاری۔ تو مہاراجہ صاحب بہادر نے مفت اراضی مسجد کے لئے عطا فرمائی۔ جس کے لئے مسلمانان قصبہ خصوصاً اور تمام مسلمانان ہند عموماً مہاراجہ صاحب کے مشکور ہیں۔ (نامہ نگار)

وحدۃ الوجود

کے متعلق ۵ اپریل کے پرچہ میں چند سوال میری غیبوبت میں چھپے تھے۔ اس لئے اُن پر کچھ نہ لکھ سکا۔ ہمارے مکرم جناب مولوی علی نعمت صاحب پھلواروی ضلع پٹنہ کو اس مسئلہ میں خوب تجربہ ہے۔ اسلئے امید ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اس طرف توجہ فرماوینگے (ایڈیٹر)

چالیس سوالوں کے چالیس جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۲) عمرو ہندہ کا نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ رضاعت کی حرمت ربیب (مثلاً زید) کے بھائیوں کی طرف سرایت نہیں کرتی۔ حتی کہ عمرو کو خود زید کی مرضعہ روا ہے ‌٭

(۳۳) دو دو تین تین طلاق کی ممانعت کہیں بھی تو نہیں ہے ‌٭

(۳۴) اخلاص و معوذتین کے سوا اور آیات و نیک کلمات سے بھی دم کیا

تفسیر ... الاسلام ... [illegible] ... جواب ترک اسلام ... [illegible] ... ملنے کا پتہ دفتر اہلحدیث امرتسر

جاتا ہے۔ چنانچہ فاتحہ سے مار گزیدہ کا دم اور بسم اللہ تبارک وغیرہ کا دقیہ حدیث میں ماثور ہیں۔ اور دم کرنے کے کئی طریق ہیں۔ پڑھکر بدن پر پھونکنا یا ہاتھوں میں پھونک کر ہاتھوں کا بدن کو ملنا یا پانی کا دم کرکے پلانا یا بدن کو لگانا جیسے حضرت مرض الموت میں تھے۔ تو عائشہ صدیقہ آپ کو دم کرتی اور دم کی جگہ پر زیادتی برکت کو آپ کا مبارک ہاتھ پھرا دیتی تھیں۔ اکثر دم کرنیں نفث کا لفظ آیا ہے جو خفیف سے لعاب کے ہمراہ پھونکنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ نفث میں نفخ۔ نفث۔ تفل۔ بزق درجہ بدرجہ زیادتی لعاب پر دال لکھے ہیں۔

(۳۵) بعضوں نے کچھ اس کی اور بھی تاویل کی ہے۔ لیکن ظاہر یہی ہے کہ نیک خواب نبوت کا ایک چھیالیسواں حصہ ہے بخاری کی مرفوع روایت میں ہے کہ اب نبوت میں سے صرف مبشرات رہ گئے۔ لوگوں نے کہا مبشرات کیا؟ فرمایا نیک خواب۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ما کان من النبوۃ فلا یکذب (جو نبوت سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا) اسی لئے امام المعبرین ابن سیرینؒ فرماتے ہیں۔ کہ خواب بھی شیطانی اور بشارت رحمانی تین قسم کی [illegible] [illegible] اس سے کچھ اس معنی کی تائید نکل سکتی ہے اور تو معلوم نہیں ۔

(۳۷) لقطہ کے سال بھر شہرت دینے ہی کا حکم آیا ہے۔ کم مالیت ہو تو پہلے بھی صرف کر سکتے ہیں چنانچہ علیؓ نے ایک دینار پایا وہ رسول اللہ ورعا ارشاد و فاطمہ نے سبکے کیا۔ بعد میں ایک عورت اسکی جویاں ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ علی! دینار دیدے ۔

(۳۸) مکان احاطہ مسجد کی اُجرت صرف مسجد ہو سکتی ہے۔ کیا مانع ہے؟

(۳۹) غیر اللہ پیران پیر ہوں یا علیؓ یا بو علیؒ یا تجار ہیؒ یا اور کوئی امام کسی کی منت ماننا یا کسی سے امداد چاہنا صاف مشرک بنا دیتا ہے کیونکہ نذر ایک عبادت ہے اور عبادت و استعانت دونوں اللہ ہی سے مخصوص ہیں۔ چنانچہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا یہی مفہوم ہے علامہ محمد معینؒ اپنے رسالہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں لکھتے ہیں۔ کہ :-

" نذر برائے غیر خدا حرام است و علیہ انعقد الاجماع بلکہ کفر است کما عدہ جمیع الفقہاء من افعال الکفر و ورد فی الحدیث لا نذر لغیر اللہ و رسالہ تابنہ کہ تصنیف قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی است مذکور است کہ سجدہ بر قبور انبیاء و اولیاء و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و نذر برائے ایشان کردن حرام است بلکہ چیز ہا از آں بکفر می رساند و نیز قضائے حاجت از غیر خدا خواستن و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن شرک جلی است العیاذ باللہ "

اور بعض لوگ گو نیت یہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہمیں تقرب محض اللہ ہی کا منظور ہے۔ صرف اس نذر کا ثواب ہم ان بزرگوں کے نام لگاتے ہیں۔ ایسا کرنا بظاہر شرک تو نہیں۔ لیکن ان کا اس مشرکانہ روش پر چلنا دال ہیں کچھ کالا کالا ضرور محسوس کراتا ہے۔ ورنہ خاص خاص تاریخوں کا تعہد اور فلاں بزرگ کے لئے فلاں چیز کا تعین (مثلاً پیر صاحب کی گیارہویں ہی ہو۔ بو علی کی سرخی وغیرہ وغیرہ۔ یہ کیا ضرور ہے چونکہ اس صورت میں بھی وہی شرک کی بو یا پچھ برابر کہلا رہتا ہے۔ اس لئے یہ بھی حسب حکم من تشبہ بقوم فہو منہم اشتباہ سے خالی نہیں۔ اس سے بھی مسلمانوں کو پرہیز لازم ہے اور بہر صورت یہ جملہ طرق مروجہ بدعات میں داخل ہیں خیر القرون و ائمہ دین سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے [illegible] [illegible] ہیں اور عوام کو اسی طیبر کی لکیر پہ چلنے کا نام عبادت دلاتے ہیں حالانکہ اگر حق الامر کو تفتیش سے کام لیں۔ تو کبھی ایسا نہ کریں علامہ لکھنوی اپنی تقریر متعلقہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں فرماتے ہیں۔ " چوں تقرب امریست پوشیدہ و گرفتار ان این کار اجبار نا میخواہند کہ قصد ایشان ہویدا شود لاجرم تفتیش آثارات و علامات باید کرد " اور لکھتے ہیں۔ کہ :-

" و تحقیق این امر حاضران این کار را بار زیادہ تر میسر است خالص ایمانیت بلکہ حال ملا و دہال عجز شان کہ معائنہ میکنند بہمان شکل است مانند سے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ و این علامات و آثارات چیزیکہ بآں تقرب میجوینہ مختلف و تبدیل باعتبار زمان و دیگران میشود عاقل را باید کہ تامل و غور کردہ تفتیش نماید اگر محافظت ایمان منظور است تفتیش کردہ پرہیز نمایند "

نیز تفصیل ان علامات میں یہ تمثیلاً لکھتے ہیں۔ :-

" شیخ سدو و پیران و زین خان کدام حق بریں نادان دارند کہ برائے ایشان جانہا تلف کردہ خوشدل میشوند و گاہے این قسم عمل برائے پدر و پیر وا اجداد خود نمی نمائند و جود و بیکہ سزاوار تر رسانیدن ثواب ایشانند نہ سدو و پیران و زین خان

جاتا ہے۔ چنانچہ فاتحہ سے مار گزیدہ کا دم اور بسم اللہ تبارک وغیرہ کا دم بعد حدیث میں ماثور ہیں۔ اور دم کرنے کے کئی طریق ہیں۔ پڑھکر بدن پر پھونکنا یا ہاتھوں میں پھونک کر ہاتھوں کا بدن کو ملنا یا پانی کا دم کرکے پلانا یا بدن کو لگانا جیسے حضرت مرض الموت میں تھے۔ تو عائشہ صدیقہ آپ کو دم کرتی اور دم کی جگہ پر زیادتی برکت کو آپ کا مبارک ہاتھ پھرا دیتی تھیں۔ اکثر دم کرنیمیں نفث کا لفظ آیا ہے جو حقیقت سے لعاب کے ہمراہ پھونکنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ نفث میں نفخ۔ نفث۔ تفل۔ بزق درجہ بدرجہ زیادتی لعاب پر دال لکھے ہیں

(۳۵) بعضوں نے کچھ اس کی اور بھی تاویل کی ہے۔ لیکن ظاہر یہی ہے کہ نیک خواب نبوت کا ایک چھیالیسواں حصہ ہے بخاری کی مرفوع روایت میں ہے کہ اب نبوت میں سے صرف مبشرات رہ گئے۔ لوگوں نے کہا مبشرات کیا؟ فرمایا نیک خواب۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ما کان من النبوۃ فلا یکذب (جو نبوت سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا) اسپر امام المعبرین ابن سیرینؒ فرماتے ہیں۔ کہ خواب بھی شیطانی اور بشارت رحمانی تین قسم کی [illegible]

[illegible] بعد ازاں نہیں پہلے تھے اس سے کچھ اس معنی کی تائید نکلتی ہے اور تو معلوم نہیں ؟

(۳۷) لقطہ کے سال بھر شہرت دینے ہی کا حکم آیا ہے۔ کم مالیت ہو تو پہلے بھی صرف کر سکتے ہیں چنانچہ علیؓ نے ایک دینار پایا وہ رسول اللہ اور علیؓ و فاطمہؓ نے کھایا۔ بعد میں ایک عورت اسکی جویاں ہوئی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ علی! دینار دیدے ؟

(۳۸) مکان احاطہ مسجد کی اُجرت صرف مسجد ہو سکتی ہے۔ کیا مانع ہے ؟

(۳۹) غیر اللہ پیران پیر ہوں یا علیؓ یا بو علیؒ یا بخاریؒ یا اور کوئی امام کسی کی منت ماننا یا کسی سے امداد چاہنا صراحت مشرک بنا دیتا ہے کیونکہ نذر ایک عبادت ہے اور عبادت و استعانت دونوں اللہ ہی سے مخصوص ہیں۔ چنانچہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کا یہی مفہوم ہے علامہ محمد معینؒ اپنے رسالہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں لکھتے ہیں۔ کہ:-

"نذر برائے غیر خدا حرام است و علیہ انعقد الاجماع بلکہ کفر است کما عدہ جمیع الفقہاء من افعال الکفر و ورد فی الحدیث لا نذر لغیر اللہ و رسالہ تذکرہ

کہ تصنیف قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی است مذکور است کہ سجدہ بر قبور انبیاء و اولیاء و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و نذر برائے ایشان کردن حرام است بلکہ چیزہا از اں بکفر میرساند و نیز قضائے حاجت از غیر خدا خواستن و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن شرک جلی است العیاذ باللہ"

اور بعض لوگ گو نیت یہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہمیں تقرب محض اللہ ہی کا منظور ہے۔ صرف اس نذر کا ثواب ہم ان بزرگوں کے نام لگاتے ہیں۔ ایسا کرنا بظاہر شرک تو نہیں۔ لیکن ان کا اس مشرکانہ روش پر چلنا دال ہیں کچھ کالا کالا ضرور محسوس کراتا ہے۔ ورنہ خاص خاص تاریخوں کا تعہد اور فلاں بزرگ کے لیے فلاں چیز کا تعین (مثلاً پیر صاحب کی گیارہویں ہی ہو۔ بو علی کی سرینی وغیرہ وغیرہ۔ یہ کیا ضرور ہے چونکہ اس صورت میں بھی وہی شرک کا بانچہ برابر کہلاتا ہے۔ اس لیے یہ بھی حسب حکم من تشبہ بقوم فھو منھم اشتباہ سے خالی نہیں۔ اس سے بھی مسلمانوں کو پرہیز لازم ہے اور بہر صورت یہ جملہ طرق مروجہ بدعات میں داخل ہیں خیر القرون و آئمہ دین سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے [illegible]

[illegible] ہیں اور عوام کو اسی طرح کی لکیر پر چلنے کی عام عادت ڈالتے ہیں حالانکہ اگر حق الامر کی تفتیش سے کام لیں۔ تو کبھی ایسا نہ کریں علامہ لکھنوی اپنی تقریر متعلقہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں فرماتے ہیں۔ "چوں تقرب امریست پوشیدہ و گرفتاران این کار را جہانا میخواہند کہ قصد بر اثبات ہویدا شود لاجرم تفتیش آثارات و علامات باید کرد" اور لکھتے ہیں۔ کہ:-

"دانستن این امر حاضران این کار را زیادہ تر سہل است بخلاف ابعاد غیبت بلکہ حال علماء و حال عجز شان کہ معائنہ میکنند ہماں مثل ہے مانند سے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ و این علامات و آثارات و چیزیکہ بآں تقرب میشوند مختلف و تبدیل باعتبار زماں [illegible] دیگران میشود عاقل را باید کہ تامل و غور کردہ تفتیش نماید اگر محافظت ایمان منظور است تفتیش کردہ بپرہیز نمایند"

نیز تفصیل ان علامات میں یہ مثلاً لکھتے ہیں:-

"شیخ سدو و پیران و زین خاں کہ امام حق بریں نادان دارند کہ برائے ایشاں جانہا تلف کردہ خوشدل میشوند و گاہے این قسم عمل برائے پدر و پیروان خود نمے نمایند او چوں دیگرے سزا دار میرسانیدن ثواب ایشاں نہ سدو و پیران و زین خان

فتاویٰ

سؤال نمبر ۱۸۵:- اگر کوئی اہل اسلام کسی کتابی کا رب وغیرہ کا عقد بطور شرع کر دیوے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سؤال نمبر ۱۸۶:- جو قرآن شریف فارسی اور انگریزی میں لکھا جاوے۔ کلام الٰہی ہے یا نہیں۔ اس پر احکام آیات مترتب ہوتے ہیں یا نہیں؟

سؤال نمبر ۱۸۷:- کیا ایک آسمان دنیا میں ہے یا تمام آسمانوں میں؟ تینوں سوالوں کے جواب سے بذریعہ اخبار سرفراز فرماویں۔

ج نمبر ۱۸۵:- جب کہ دولہا ... (الاسلام یعلوا و لا یعلی) اسلامی رسوم کا دوسری قوموں میں جاری کرنا گناہ نہیں۔ دوسری قوموں کی رسوم خلاف اسلام میں جاری کرنا گناہ ہے۔

ج نمبر ۱۸۶:- قرآن شریف کا فارسی انگریزی میں لکھنا دو طرح سے ہے ایک تو یہ کہ صرف نقوش فارسی اور انگریزی میں ہوں۔ مگر الفاظ عربی ہی رہیں۔ مثلاً الحمد للہ کو فارسی میں اسی طرح الحمد اور انگریزی میں اسی طرح (Alhamdu) لکھا ہے۔ اس صورت میں تو وہ قرآن ہی ہے کیونکہ نقوش کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ کا ہے نقوش تو عربی میں بھی نہیں رہے کیونکہ زمانہ نزول قرآن کا رسم الخط اس زمانہ سے الگ تھا۔ جواب بالکل مترک ہے۔ اور اگر فارسی انگریزی سے مراد ترجمہ ہے تو وہ قرآن شریف نہیں بلکہ ترجمہ ہے کیونکہ قرآن شریف کو عربی کہا ہے حدیث شریف میں ہے۔ احب العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اہل الجنۃ عربی۔ پس ایسا ترجمہ کو قرآن مجید نہیں کہیں گے بلکہ ترجمہ قرآن مجید کہیں گے۔

سؤال نمبر ۱۸۸:- جو بکری یا بکرا یا دنبہ حلال کیا جاوے۔ اور اس کی گھنٹی میں ... سے ... جاوے۔ کہ وہ جائز ہے یا کہ نا جائز؟

سؤال نمبر ۱۸۹:- قربانی دینا ہر ایک مسلمان کو سنت ہے یا حکم ہے۔ یا کہ صرف دولتمند کو چاہیے۔ اور نیز قربانی سنت ہے یا حکم ہے؟

ج نمبر ۱۸۸:- کوئی حرج نہیں۔ اگر رگ جان کٹ جاوے۔

ج نمبر ۱۸۹:- قربانی کے متعلق اختلاف ہے۔ سنت تو سب کے نزدیک ہے حنفیہ کے نزدیک مالداری شرط ہے۔ مالی احکام شرعیہ پر غور کرنے سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ مالی احکام مالداروں ہی پر ہوتے ہیں۔ والعلم عند اللہ۔

سؤال نمبر ۱۸۹:- انگریزی نوٹ میں زکوٰۃ ہے یا نہیں معترض کہتے ہیں کہ سونا چاندی کا نہیں ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور دوسرے سکے روپیہ ہونے سے زکوٰۃ دینا ہوگا۔ اور کتنا روپیہ دینا ہوگا۔

ج نمبر ۱۸۹:- نوٹ حقیقت میں قرض کی رسید ہے گویا سرکار قرضدار ہے اور نوٹ اس قرض کی رسید ہوتی ہے۔ مگر ایسی رسید کہ ہر ایک جگہ دکھا کر روپیہ وصول کر سکتا ہے کسی طرح کی دیر نہیں۔ اور یہ مسئلہ ہے۔ کہ جو قرض کسی ایسے شخص پر ہو جو اقراری ہو منکر نہ ہو جس وقت چاہے مل سکتا ہو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

سؤال نمبر ۱۹۰:- امام رازی ... سودہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سے پہلے ... کہ حضرت کی طرف بھیجا یا کسی کتاب میں مذکور ہے؟

سؤال نمبر ۱۹۱:- اماں سودہ کو ... ہے کہ با محرم اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن محرم کے ساتھ ... میں ... ہے یا نہیں ہے بلکہ اگر مسافت سفر نہیں رکھتا ہے اور ... تقسیم مسافت سفر کا ہے۔ تو سودہ کا با محرم اور عائشہ کا محرم کے ساتھ جانا ہے کوئی شبہ باقی نہیں۔ اور اگر کوئی اور کہے کہ درمیان مسافت سفر ہے تو سودہ کو با محرم آپ نے کیونکر بھیجا؟ اگر یہی دلیل کے درمیان مسافت سفر ہے تو اس صورت میں ج نمبر ۲۶۵ میں ... کہ عورت کے سفر میں محرم کا ہونا شرط ہے کیونکر صحیح ہوگا؟

ج نمبر ۱۹۰:- صحیح بخاری ... میں ... ہے۔

ج نمبر ۱۹۱:- مسافت سفر میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تین ... کی مسافت ... سفر ہے۔ ان کے نزدیک تو دونوں مقام مکہ منیٰ ... اور بعض کے نزدیک ... نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ... نہیں۔ مگر حضرت سودہ کو اس سے اجازت دی تھی۔ کہ اس کے ساتھ چند ایک ... کے لوگ بھی ... اور وہ خود ... تنہا نہیں۔ ایسی صورت میں وہ ... نہیں جو تنہائی اور تنہائی کی صورت میں ہے کیونکہ فتنہ کا احتمال بہت دور ہے ممکن ہے کہ سودہ کا کوئی محرم بھی ساتھ ہو۔ گو اس کا ذکر نہیں ایسے ذوالوجوہ واقعات کی بنا پر قانون کلیہ میں خلل نہیں آتا۔

تصحیح ۱۱ مارچ کے پرچہ میں فتویٰ نمبر ۱۱۹ میں غلطی ہوئی ہے یوں ہونا چاہیے کہ بیوہ عورت پر نکاح ... بغیر بعد عدت واجب ہے حدیث شریف ...

انتخاب الاخبار

افسوس کہ آج کل ہر طرف سے طاعون شدت کی خبریں آرہی ہیں مولوی عبدالرحمن دیانگری جوان صالح اور مولوی فیروزالدین صاحب سیالکوٹی جو کئی ایک کتب کے مصنف تھے انتقال کر گئے۔ ملک چراغ الدین ساہو والہ ضلع سیالکوٹ بھی طاعون سے فوت ہوئے۔ ناظرین سے ان کے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔ اللہم اغفرلہم ؎

مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ جہاں پر ایک شخص بھی خدا کا نیک بندہ ہوگا۔ وہاں بھی طاعون کی بلا نہ پہونچیگی۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ گذشتہ سال کی تباہی کے علاوہ امسال بھی فروری اور مارچ میں قادیان جیسے چھوٹے سے مقام پر جہاں کی آبادی کل دو اڑھائی ہزار ہے ۳۵ آدمی ہلاک ہوئے ؎

امرتسر کے ڈسٹرکٹ جج نے اپنے ہندوار دلی کو غصے میں کہیں گالی دی۔ اس پر اُس نے نوکری چھوڑدی اور شہر کے ہندوؤں اور وکیلوں نے بڑے زور کا جلسہ کیا جس میں مقدمہ کے لئے چندہ ہوا چنانچہ صاحب بہادر پر نالش کی جاویگی (نتیجہ کیا ہوگا؟ وہی جو ججوں کی کانفرنس کابلی کے مقابلہ پر ہوا تھا)۔

لاہور میں پنجابی اخبار کے ایڈیٹر کے آخری فیصلہ پر ہندو نوجوانوں نے بڑا شور کیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کئی ایک اور یورپینوں پر حملے کئے۔ تین لڑکے ماخوذ ہیں۔

اخبار المسافر آگرہ کے مقدمہ کی پیشی ۲۰ اپریل کو تھی نتیجہ نامعلوم۔

شیخ محمد اسحٰق صاحب لاہوری کی بیوی اور لڑکا طاعون سے انتقال کر گئے تھے جن احباب نے ان کی تعزیت اور عیادت میں ہمدردی کے خطوط بھیجے تھے شیخ صاحب نے ان کا شکریہ ادا کرنے کا خط لکھا تھا جو ہنوز درج ہونے نہ پایا تھا۔ کہ خود ان کے انتقال کی خبر بھی آگئی۔ اس لئے ناظرین سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم پرانے نومسلم موحد تھے کئی سال سے پنشن یاب تھے۔ اللہم اغفرلہٗ۔

طاعون کی اموات کا حساب

سنہ ۱۸۹۶ء میں ۱۷۰۴	
سنہ ۱۸۹۷ء میں ۵۶۰۵۵	سنہ ۱۸۹۸ء میں ۱۰۱۸۵۴
سنہ ۱۸۹۹ء ۱۳۴۷۸۹	سنہ ۱۹۰۰ء ۹۳۱۵۰
سنہ ۱۹۰۱ء ۲۷۳۶۷۹	سنہ ۱۹۰۲ء ۵۷۷۴۲۷
سنہ ۱۹۰۳ء ۸۵۱۰۲۶۳	سنہ ۱۹۰۴ء ۱۰۲۲۲۹۹
سنہ ۱۹۰۵ء ۹۵۰۸۶۳	سنہ ۱۹۰۶ء صرف جنوری سے اپریل تک ۱۷۰۰۰۰

پنجاب میں ہفتہ مختتمہ ۶۔ اپریل کو طاعون سے جو اموات واقع ہوئی ہیں۔ ان کی تفصیل ضلع وار حسب ذیل ہے حصار ۱۰۰۔ رہتک ۱۹۷۹۔ گوڑگاؤں ۱۳۷۔ دہلی ۵۷۷۔ کرنال ۲۳۳۔ انبالہ ۱۷۷۸۔ ہوشیارپور ۱۵۱۸۔ جالندھر ۲۲۱۵۔ لودیانہ ۱۱۴۲۔ فیروزپور ۱۷۹۔ منٹگمری ۲۶۹۔ لاہور ۲۱۷۔ امرتسر ۱۱۳۲۔ گورداسپور ۲۲۷۵۔ سیالکوٹ ۱۰۸۳۔ گوجرانوالہ ۵۲۵۴۔ گجرات ۲۶۵۹۔ شاہپور ۱۱۸۴۔ جہلم ۵۲۷۔ راولپنڈی ۳۶۴۔ اٹک ۲۳۱۔ ملتان ۱۔ ریاست پٹیالہ ۱۲۳۶۔ کپورتھلہ ۴۶۷۔ مالیرکوٹلہ ۱۰۶۔ جنید ۲۰۰۔ کلسیہ ۹۔ فریدکوٹ ۱۱۷۔ نابھہ ۱۷۷۔ کل ۳۶۴۴۳۔ اس سے گذشتہ ہفتہ ۲۹۱۵۴۔ پچھلے سال کے اسی ہفتہ ۲۷۵۴ (کرشن قادیانی کا ضلع گورداسپور خاص قابل غور ہے)

حضور وائسرائے بہادر ڈیرہ دون کیطرف آجکل سیر و شکار میں مشغول ہیں ؎

لاہور میں طاعون کی کثرت سے لوکل سکول بند ہو رہے ہیں۔ (خدا کی پناہ)

راجکوٹ میں ایک مسلمان چپراسی نے دیوانہ ہوکر ۶ آدمیوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا۔ ٹیلیگراف ماسٹر نے بڑی پھرتی سے اس کو پکڑ کر حوالہ پولیس کیا ؎

ترکی گورنمنٹ نے اپنے کانسل جنرل بمبئی کی معرفت مولوی محمد انشاء اللہ ایڈیٹر اخبار وطن لاہور کے کئی تمغے چاندی کے ان لوگوں کو تقسیم کر دینے کیلئے بھیجے ہیں کہ جنہوں نے حجاز ریلوے کے چندہ میں نمایاں طور سے چندہ دیا۔ ان تمغہ پانے والوں میں دو ڈپٹی جنٹلمین اور ایک ہندو جنٹلمین ہے ان تینوں کو سلطان المعظم نے بالخصوص تمغہ عزت نشان عطا فرمایا ؎

بمبئی کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے ان تمام پولیس مینوں کو بری کر دیا کہ جن پر عدول حکمی کا الزام لگا کر کمشنر پولیس نے مقدمہ فوجداری قائم کیا تھا عدالت نے قرار دیا کہ پولیس مینوں نے جو کمیٹی کی۔ وہ ڈیوٹی کے وقت میں نہ تھی بلکہ فرصت کے وقت منعقد کی گئی تھی۔ اس لئے تمام پولیس مین بے قصور ہیں۔ ان پر فوجداری مقدمہ نہیں چل سکتا۔ سب پولیس مین بری کر دیئے گئے ؎